مولانا محمد فہد مردانی *

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق کی زیر ترتیب
تفاسیر امام احمد علی لاہوریؒ: ایک تعارف

اردو برصغیر کی ایک ایسی زبان ہے جس میں عربی فارسی اور ترکی زبانوں کی اسلامی روایت موجود ہے، یہ ایک باوقار علمی، سہل اور روان زبان ہے، اس میں ہر مضمون کو ادا کرنے کی اہلیت اور صلاحیت موجود ہے، اسلامی علوم وفنون کے تراجم وتشریحات، توضیحات وتعلیقات اور اشاعت وخدمت دین کا جو شرف اس زبان کو حاصل ہوا ہے شاید ہی کسی غیر عربی زبان کو اتنی شرف وسعادت میسر آیا ہو، یہ زبان دعوت وتبلیغ کے میدان میں بھی پیش پیش رہی اور اس نے ہر داعی دین کو اپنے روان لہجے، شستہ انداز اور آسان اسلوب کے باعث ایک آسانی مہیا کی، میدانِ دعوت میں بالعموم مخاطبین عوام الناس ہوتے ہیں اور انہیں اسلامی عقائد اور دینی احکام سے روشناس کروانا ہوتا ہے، اس لئے قران کریم کی ترجمہ اور تفسیر پیش کرنا گویا دعوت دین کی بنیاد اور اصل ہے پھر تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کے اردو معانی سمجھنے کی طلب ایک ضرورت بنتی جاتی ہے، لہٰذا اس زبان میں ترجمہ اور تفسیر قران کی اہمیت دو چند ہوجاتی ہے، اس لئے اس زبان میں تراجم وتفاسیر قران جزوی طور پر ابتدا سے شروع ہوگئے تھے۔

اردو میں قران کریم کے تراجم اور تفاسیر کا سلسلہ مبارکہ سولہویں صدی کی آخری دہائی یعنی دسویں صدی ہجری سے اس کا آغاز ہوا، سترہ سو تین کے بعد باقاعدہ طور پر تراجم اور تفاسیر قران کا سلسلہ شروع ہوگیا اس میدان میں مسلمانان برصغیر کے لئے فارسی زبان میں شاہ ولی اللہ دہلوی کا ترجمہ (فتح الرحمٰن) مینارہ نور کی حیثیت رکھتا ہے اور یہی ترجمہ اردو تراجم کے لئے اصل اور بنیاد ٹھہرا اور اسی کو بنیاد بنا کر اردو میں تراجم کیے گیے، اسی ترجمہ قران نے عوام الناس میں قران فہمی کا ایک اعلی ذوق پیدا کردیا اور لوگ قران کریم کے قریب تر ہونے لگے یہ ترجمہ اگرچہ فارسی میں ہے مگر اردو کے تراجم کے لئے امام ورہنما کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اسے ''سید التراجم'' بھی کہا جاتا ہے شاہ ولی اللہؒ کی عبقریت اور رسوخ فی العلم ایک

---

* رکن موتمر المصنفین جامعہ دار العلوم حقانیہ

مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ کا ترجمہ قرآن ہمہ پہلو کا حامل ہے، اس میں تفسیری ادب کے لطیف نکات اور شاہ صاحب کی قرآنی بصیرت کے منفرد اور شاندار نمونے نظر آتے ہیں۔

برصغیر میں قرآن فہمی کے حوالے سے فتح الرحمٰن کی حیثیت بنیادی ہے اور یہ اردو تراجم کا امام اور رہنما ہے ''فتح الرحمٰن'' کے بعد ولی اللہی فکر کے حامل تین تراجم منظر عام پر آئی ،جس میں شاہ عبد العزیز دہلویؒ کی ''فتح العزیز'' اور شاہ رفیع الدین کا ''ترجمہ قرآن'' یہ لفظی ترجمہ قرآن کی اولین اور انفرادی اہمیت کا حامل کامیاب کوشش تھی لیکن ''فتح الرحمٰن'' کا حقیقی ترجمان اور شاہ صاحب کی فارسی ترجمے کا فیضان شاہ عبدالقادر دھلوی کا اردو ترجمہ 'موضح القرآن' ہے، جس میں شاہ عبدالقادر دہلوی کی قرآن فہمی کے موتی جابجا بکھرے نظر آتے ہیں اس ترجمے کو''احسن التراجم'' اور ''انفع التراجم'' بھی کہا جاتا ہے، بقول مولانا قاسم نانوتویؒ کہ ''اگر اردو میں قرآن نازل ہوتا تو شاید اس کی تعبیرات وہی یا اس کے قریب قریب ہوتیں جو شاہ عبدالقادر کی ترجمہ کی ہے اس ترجمہ کی عظمت اور افادیت کا اعتراف نقادانِ فن بھی کرچکے ہیں، جب ولی اللہی فکر کے ترجمان شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ نے محسوس کیا کہ زمانی اعتبار سے ''موضح القرآن'' کے کئی الفاظ اب متروک ہوگئے ہیں اور عامہ الناس کیلئے ان کی تفہیم مشکل ہوتی جارہی ہے تو آپ کو اس ترجمہ میں نئے الفاظ کی ضرورت محسوس ہوئی اور آپ نے اس کی تسہیل کا عزم کیا اور اس کی تسہیل میں از حد احتیاط کی اور کسی جگہ بھی ''موضح القرآن'' کے انداز اور بنیادی فکر سے انحراف نہیں کیا، متن قرآن کو بالا تر رکھا اور اردو کے محاورے کو اس کے تابع کیا یہ ترجمہ بنیادی طور پر شاہ صاحب کے ''فتح الرحمٰن'' اور شاہ عبدالقادر کے ''موضح القران'' کی فکری و معنوی توسیع اور اسی تسلسل کی ایک سنہری کڑی ہے جو ''موضح الفرقان'' کے نام سے مشہور ہوئی۔

اس کے بعد جس ترجمے کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل رہی وہ امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوری کا ترجمہ اور تفسیر ''قران عزیز'' ہے، امام لاہوری کا یہ ترجمہ بامحاورہ ہے اور اس کے الفاظ و مدلولات قرآنی باہم ساتھ ساتھ چلتے ہیں البتہ بعض مقامات پر لفظی ترجمہ کو احتیاط کی بنا پر ترجیح دی گئی ہے، آپ نے اس ترجمہ میں علوم و افکار ولی اللہی کو اپنا خاص مرجع بنایا ہے، اس ترجمہ کی بنیاد میں تین تراجم سے بالخصوص استفادہ کیا گیا ہے ''فتح الرحمٰن''، ''موضح القرآن'' اور ''موضح الفرقان'' (ترجمہ شیخ الہند) اس لئے امام لاہوری کا ترجمہ اور درس تفسیر میں شاہ ولی اللہ کے جابجا حوالے اور ان کی مخصوص اصطلاحات نظر آتی ہے بالخصوص خلاصہ سور و رکوع کے عنوان کے تحت فکر ولی اللہی کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے، شاہ صاحب سے استفادے کی وجہ علوم و معارف ولی اللہی کے شناور امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی سے آپ کا

تلمیذانہ تعلق ہے، امام لاہوری امام انقلاب سے خاندانی اور علمی ہر دو نسبتوں کے سبب خاندان ولی اللٰہی کے علوم و معارف کے اہم اور بڑے ترجمان تھے، آپ کی ساری زندگی درس قرآن اور دینی و روحانی علوم کی اشاعت میں بسر ہوئی آپ کا اہم کارنامہ قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیری حاشیہ ہے آپ نے خاندان ولی اللٰہی کی تعلیمات کے پیش نظر ترجمہ اور حاشیہ تفسیر مرتب کر کے برصغیر کے تمام جید علمائے کرام سے خراج تحسین وصول کیا۔

علمائے ہند میں شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبدالقادرؒ کے قرآنی علوم کا سب سے بڑا شارح اور ترجمان اگر کوئی تھا تو وہ امام لاہوری کی ذات گرامی تھی، انہوں نے اپنے ترجمہ اور تفسیر میں شاہ صاحب کے معارف وعلوم سے خصوصی استفادہ کیا ہے، ان کی اصطلاحات استعمال کیں، متعدد جگہ ان جیسا فلسفیانہ اور حکیمانہ انداز اپنایا، مخالف آراء اور ظاہری اختلاف میں تطبیق کا ولی اللٰہی اسلوب اس کی تفسیر میں جھلکتا نظر آتا ہے اور شاہ صاحب کی اسلوب اور نہج پر اجتماعیت کے سیاسی اور عمرانی افکار بیان کیے ہیں اور حالات حاضرہ پر ان اصول و افکار کا انطباق و اطلاق بھی جامع اور احسن طریقے سے کیا ہے اسی وجہ سے امام لاہوری کی تفسیر میں ایک خاص جامعیت حالات حاضرہ میں قرآنی رہنمائی اور ندرت فکر کی ایک خاص شان پیدا ہوگئی ہے۔

امام لاہوری ایک تعارف

چونکہ ہمارا مقصد یہاں امام لاہوری کی تفسیر کا تعارف پیش کرنا ہے، لہٰذا مناسب یہ ہوگا کہ اس محل پر امام لاہوری کا مختصر تعارف بھی نذر قارئین کیا جائے۔ امام الاولیا، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا شمار ان اولیا اللہ اور مصلحین امت میں سے ہوتا ہے جن کا اسم گرامی اور نام نامی آتے ہی بڑے بڑے جبالِ علم اور احسان وسلوک کے شناور اور بزرگ ہستیوں کے سر عقیدت ومحبت سے جھک جاتے اور آنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں اور یقیناً یہ ایک حقیقت ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری آسمانِ ولایت پر آفتابِ عالمتاب بن کر چمکے، اللہ تعالیٰ نے انھیں بے شمار کمالات اور سعادات سے نوازا تھا، ان کی علمی و روحانی شہرت بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت امام لاہوری کا تعلق ان علمائے حق سے ہے جن کی پوری زندگی قال اللّٰہ و قال الرسول کی صدا بلند کرتے اور لاکھوں لوگوں کو شرک و کفر اور ضلالت و گمراہی کے گڑھوں سے نکال کر ان کے دلوں میں توحید الٰہی، عشق نبوی، حب صحابہ و اہل بیت کی شمعیں روشن کیں، امام لاہوری کے والد شیخ حبیب اللہ گوجرانوالہ کے قریب جلال نامی قصبہ کے رہنے والے ایک نومسلم، انتہائی متقی اور دیندار تھے جبکہ آپ کی

والدہ ماجدہ نہایت عابدہ، زاہدہ اور صالحہ عورت تھیں انہوں نے اپنے لخت جگر کو قرآن مجید خود پڑھایا۔ آپ کے والد نے اپنے لخت جگر کو گوجرانوالہ کی جامع مسجد کے خطیب مولانا عبدالحق کے سپرد کر دیا، اس بچہ کو گوجرانوالہ آئے چند ماہ ہی گزرے تھے کہ مولانا عبیداللہ سندھی دارالعلوم دیوبند سے اپنی تعلیم مکمل کر کے سندھ جاتے ہوئے اپنی والدہ سے ملنے سیالکوٹ آئے، آپ کی والدہ ماجدہ نے مولانا سندھی کو شیخ حبیب اللہ کے قبول اسلام اور دیانت وتقوی کا بھی ذکر کیا، چنانچہ مولانا سندھی اپنی والدہ کے ہمراہ باہو چک آئے اور اپنے رشتہ کے بھائی سے ملے۔

اس وقت شیخ حبیب اللہ نے اپنے لختِ جگر کو حضرت سندھی کے حوالے کر دیا، نو برس کی عمر میں اس بچے کے سر سے والد کا سایہ اٹھ گیا، سندھ کے ولی کامل حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری کے حکم سے مولانا سندھیؒ نے اس بچہ کی والدہ سے نکاح کر لیا، اس لحاظ سے مولانا سندھی اس بچہ کے سوتیلے والد بن گئے۔ کچھ عرصے بعد یہ بچہ اپنی والدہ کی شفقتوں سے بھی محروم ہو گیا۔

مولانا سندھی نے ابتدائی صرف ونحو عربی وفارسی کتب اس بچہ کو خود پڑھائیں، مولانا سندھی نے ۱۹۰۱ میں گوٹھ پیر جھنڈا ضلع سکھر میں مدرسہ ''دارالرشاد'' کی بنیاد رکھی تو ان کی زیر نگرانی اس بچہ نے چھ سال بعد درس نظامی مکمل کیا، اس مدرسہ ''دارالرشاد'' سے فارغ ہونے والوں میں پہلا نام آپ کا ہے، مولانا سندھی کی ہدایت پر اسی مدرسہ میں آپ نے تعلیم تدریس شروع کی، چنانچہ تین سال تک امام لاہوری اسی مدرسہ میں درس نظامی کی تعلیم دیتے رہے۔ مولانا سندھی نے اپنی پہلی زوجہ سے بیٹی کا نکاح مولانا احمد علی سے کر دیا لیکن وہ ایک سال بعد ہی انتقال کر گئیں، اس کے بعد مولانا ابومحمد احمد کی صاحبزادی سے دسمبر ۱۹۱۱ء میں آپ کا نکاح دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی نے پڑھایا، تحریک ریشمی رومال میں قید وبند سے مشروط رہائی پانے کے بعد آپ لاہور میں مقیم ہو گئے، جس وجہ سے آپ لاہوری کہلاتے ہیں، مسجد لائن سبحان والی شیرانوالہ دروازہ سے باہر مسجد میں حضرت مولانا پنجگانہ نماز ادا کرتے تھے، فاروق گنج کی طرف جاتے ہوئے جو مسجد ہے وہاں آپ نے درس قرآن شروع کیا پھر آہستہ آہستہ تبلیغ وارشاد کا سلسلہ بڑھنا شروع ہو گیا۔ ۱۹۲۲ء میں حکیم فیروز الدین کی تحریک پر آپ نے انجمن خدام الدین کی بنیاد رکھی جس کے تحت قرآن اور سنت نبویؐ کی اشاعت کو انجمن کا نصب العین قرار دیا گیا۔

۱۹۲۴ء میں انجمن خدام الدین کی زیر نگرانی مدرسہ قاسم العلوم کی بنیاد رکھی گئی جس کی عمارت کی رسم افتتاح علامہ شبیر احمد عثمانی کے ہاتھوں ۱۹۳۴ء میں ادا ہوئی۔ آپ نے عمر بھر قرآن مجید کی لفظا ومعنا